روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم جمعہ

مدینۃ المسیح

دہلی ۱۰ ماہ اخاء۔ بذریعہ فون اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے اعلان کے مطابق آج بھی جمعرات کا روزہ رکھا۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔

قادیان ۱۰ ماہ اخاء مکرم چودہری احسان الٰہی صاحب مبلغ سیرالیون کے ہاں اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکی پیدا ہوئی۔ ان کی اہلیہ صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔ مولوی عبد المالک صاحب مبلغ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔

خواجہ عبد الکریم صاحب وکیل التجارۃ تحریک جدید ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ صحت کے لئے دعا کی جائے۔

افسوس قریشی شاہ دین صاحب ماہل پور ضلع ہوشیارپور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم بہشتی مقبرہ میں قطعہ صحابہ میں دفن کئے گئے۔ احباب بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

جلد ۳۴ | ۱۱ ماہ اخاء ۱۳۲۵ ہش | ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ | ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۳۸

تعلیم الاسلام کالج قادیان

بی۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی میں داخلہ جاری ہے

از حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج

بچوں کو بیرونی کالجوں کی مسموم فضا سے محفوظ رکھنے کے لئے جہاں علم کے پردے میں دہریت و الحاد کے خیالات بچوں کے ذہن نشین کئے جاتے ہیں۔ اور جہاں ناتجربہ کار بچوں کو فلسفہ کے لباس میں اسلام کی پُر از حقائق تعلیم سے متنفر کیا جاتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت اس سال تعلیم الاسلام کالج قادیان میں بی۔ اے۔ بی۔ ایس سی کلاسز جاری کر دی گئی ہیں۔ تعلیم الاسلام کالج قادیان کی فضا دیگر کالجوں سے بالکل مختلف ہے۔ یہاں دنیوی علوم کے ساتھ دینی علوم کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ یہاں بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے۔ یہاں کا ماحول بچوں کے کیریکٹر پر بُرا اثر ڈالنے والی ہر چیز سے مبرّا ہے۔ یہاں کے پروفیسر بچوں کی بہبود کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اور انہیں نہایت توجہ سے پڑھاتے ہیں۔ اس لئے کسی اور کالج میں تعلیم کے لئے بھیجنے کی بجائے اپنے اور اپنے احباب کے بچوں کو تعلیم الاسلام کالج قادیان میں بھجوائیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے۔ ”ہر احمدی جس کے شہر میں کالج نہیں۔ وہ اگر اپنے لڑکے کو کسی اور شہر میں تعلیم کے لئے بھیجتا ہے تو وہ کمزوریٔ ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے۔ بلکہ میں کہونگا۔ ہر وہ احمدی جو توفیق رکھتا ہے۔ کہ اپنے لڑکے کو تعلیم کے لئے قادیان میں بھیج سکے۔ خواہ اس کے گھر میں کالج ہو۔ اگر وہ نہیں بھیجتا۔ اور اپنے شہر ہی میں تعلیم دلواتا ہے۔ تو وہ بھی کمزوریٔ ایمان کا ثبوت دیتا ہے“ (الفضل ۲۰ مئی ۱۹۴۶ء)

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے حال ہی میں بذریعہ فون احباب کے نام دہلی سے ایک پیغام بھجوایا ہے جس میں حضور نے فرمایا:-

”جیسا کہ احباب کو معلوم ہے اس سال تعلیم الاسلام کالج قادیان میں توکلاً علی اللہ بی۔ اے اور بی۔ ایس۔ سی کی جماعتیں کھول دی گئی ہیں۔ اور اس وقت کالج میں ان جماعتوں میں داخلہ شروع ہے احباب کو چاہیئے۔ کہ خاص توجہ اور کوشش کے ساتھ زیادہ سے زیادہ طالب علم داخل کرائیں۔ اور اپنے غیر احمدی احباب میں بھی تحریک کریں جزاھم اللہ احسن الجزاء“

اس وقت تک بی۔ اے۔ بی۔ ایس سی (تھرڈ ایر) کلاسس میں بہت کم طلباء داخل ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے احباب کو اس امر کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یونیورسٹی کے قواعد کے مطابق لیٹ فیس کے ساتھ اب بھی طلباء داخل ہو سکتے ہیں۔ جو بچے اب تک کسی کالج میں داخل نہیں ہو سکے۔ انہیں فوراً تعلیم الاسلام کالج قادیان میں بھجوا دیں۔ بلکہ میں تو یہ کہونگا۔ کہ جو والدین اپنے بچوں کو کسی اور کالج میں تھرڈ ایر میں داخل کروا چکے ہیں۔ انہیں بھی اس ایمان کے امتحان میں پورے اترنے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام کالج قادیان میں منتقل کروا دینا چاہیئے۔

ان طلباء میں سے بھی بہت کم تعداد تھرڈ ایر کلاس میں داخل ہوئی ہے جنہوں نے اس سال تعلیم الاسلام کالج ہی سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا ہے ان طلباء کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ بی۔ اے بی۔ ایس۔ سی کلاسز کا اجرا زیادہ تر انہی کی بہبود اور سہولت کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ اگر وہ ایف۔ اے ایف۔ ایس۔ سی کی تعلیم پر ہی اکتفا کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ ان کی کم ہمتی ہوگی۔ اور اگر وہ کسی اور کالج میں پڑھنا چاہتے ہیں تو یہ کفران نعمت۔

کل [illegible] اللہ تعالےٰ کی طرف سے بذریعہ تار ہدایت موصول ہوئی تھی کہ احباب جماعت سے حضور (ایدہ اللہ تعالےٰ) کی طرف سے اپیل کی جائے۔ کہ احباب جماعت اپنے بچوں کو اپنی قومی درسگاہ میں بھجوائیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کو اس کا خاص خیال ہے۔ کہ احمدی بچے تعلیم الاسلام کالج میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کریں۔ جماعت ایک کثیر رقم اس درسگاہ پر خرچ کر رہی ہے۔

احباب جماعت سے میں پر زور اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے بچوں کو (بلا استثناء) اپنے کالج میں داخل کروائیں۔ سوائے اس کے کہ ان کے ایسے مضامین ہوں۔ جو یہاں پڑھائے نہیں جاتے۔ نیز اپنے حلقہ اثر میں بھی اس کا پروپیگنڈا کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے اخلاص کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں قومی بچوں کی اخلاص سے خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

ایڈیٹر:- غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

دہلی میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

نئی دہلی ۷ر اکتوبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بعد نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشا دیر تک خدام میں تشریف فرما رہے۔ اور مختلف احباب کے استفسارات کے جواب میں حقائق و معارف بیان فرماتے رہے۔ حضور کے ارشادات کا ملخص ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں حکمت

عرض کیا گیا۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں کیا حکمت ہے؟

فرمایا۔ دعا کے لئے رقت کی کیفیت پیدا ہونا ضروری ہے۔ جو انسان کے لئے غیر معمولی حالت ہوتی ہے۔ اور یہ انسانی فطرت ہے۔ کہ وہ اپنی غیر معمولی حالت کو چھپانا چاہتا ہے۔ اگر نہ چھپائے تو اس قسم کی کیفیت کا جذبہ کند ہو جاتا ہے۔ پس رقت کی کیفیت کو چھپانے کے لئے اسلام نے دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا۔ تاکہ لوگوں اور دعا کرنے والے کے درمیان ایک پردہ حائل ہو جائے

نماز کے بعد دعا

عرض کیا گیا۔ نماز کے بعد دعا کیوں نہیں کی جاتی۔

فرمایا۔ اس لئے کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت نہیں۔ ہم تو بہرحال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرنے کی کوشش کریں گے گو اگر کسی خاص کیفیت کے ماتحت کبھی نماز کے بعد بھی دعا کر لی جائے۔ تو ہم اس سے منع نہیں کریں گے۔ لیکن اس عمل کو لازمی قرار دینا بدعت ہے۔ اسی طرح تو آئے دن نئی نئی رسوم نکلتی چلی جائیں گی۔ اور لوگ ان رسوم کے پابند ہو کر رہ جائیں گے۔ پس اسلام نے اصولی طور پر صرف انہی امور کو لازمی قرار دیا ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمل سے ثابت ہیں۔

عورتیں اور نماز جمعہ

عرض کیا گیا۔ کیا عورتیں علیحدہ طور پر اکٹھی ہو کر جمعہ پڑھ سکتی ہیں۔

فرمایا۔ اگر کوئی خاص مجبوری ہو۔ تو اسکی بنا پر عورتوں کو علیحدہ اکٹھے ہو کر جمعہ پڑھنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ تاکہ ان میں دینی رُوح قائم رہے۔ لیکن اگر عام حالات میں بھی ایسا کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ تو مردوں اور عورتوں میں اختلاف پیدا ہونے کا امکان ہے۔ مردوں کے خیالات اور طرف جا رہے ہوں گے عورتوں کے اور طرف۔ اس لئے عام حالات میں حکم یہی ہے۔ کہ مرد اور عورتیں ایک مقام پر جمعہ کا فریضہ ادا کریں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ دہلی میں

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ۸ یارک روڈ۔ نئی دہلی)

دہلی ۹ر اکتوبر (بذریعہ ڈاک) مسلم لیگ اور کانگرس کا متوقع سمجھوتہ تکمیل کے قریب پہنچ گیا ہے۔ مگر ابھی بعض تفصیلات میں گفتگو کا سلسلہ جاری ہے۔ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ آخری مرحلہ پر کوئی روک نہ پیدا ہو۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی سعی اور روحانی توجہ ہندو مسلمانوں کے لئے ایک مستقل اور بابرکت نتیجہ پیدا کرنے کا باعث بن جائے آمین۔ آج کچھ رپورٹیں خلاف بھی آ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو۔

عرصہ زیر رپورٹ میں سر فیروز خاں صاحب نون سابق ڈیفنس ممبر گورنمنٹ آف انڈیا اور نواب سر احمد سعید خاں صاحب آف چھتاری سابق گورنر یو۔پی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے اور مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کے ساتھ بھی حضور کی دوسری ملاقات ہوئی۔ نیز حضور نے ایک پرائیویٹ خط کے ذریعہ مسٹر جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو آئندہ کے متعلق بعض مفید تجاویز کی طرف توجہ دلائی۔

چونکہ حضرت ام المومنین اطال اللہ ظلہا کا آبائی وطن دِلّی ہے۔ اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت اماں جان کے بعض جدی عزیزوں کی ملاقات کے لئے دلی کے قدیم محلہ کوچہ چیلاں میں تشریف لے گئے۔ اور اس موقعہ پر دلّی کے مشہور صوفی بزرگ اور حضرت اماں جان کے جد امجد حضرت خواجہ میر درد صاحب کا حجرہ بھی دیکھا۔ حضرت خواجہ میر درد صاحب کا وسیع اثر اس سے ظاہر ہے۔ کہ قریباً پونے دو سو سال کا عرصہ گذر جانے کے باوجود گورنمنٹ آف انڈیا نے نئی دہلی کی ایک سڑک کا نام "میر درد روڈ" رکھا ہے۔

کل شام کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ملاقات کے لئے لنڈن کے دو مشہور روزانہ اخباروں کے انگریز نمائندے جو دلّی میں مقیم ہیں حضور کی فرودگاہ پر تشریف لائے۔ اور مختلف قسم کے سوالات کرتے رہے دلّی کے عربک کالج (جس میں ایم۔اے تک تعلیم دی جاتی ہے) کے پرنسپل اور پروفیسر بھی حضور کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ اور ایک دعوت کے موقع پر دلی کے بعض چوٹی کے مسلمان تاجروں اور دوسرے معززین کی بھی حضور سے ملاقات ہوئی۔ دلّی کی اہمیت اور مرکزی حیثیت کی وجہ سے حضور کو خیال ہے۔ کہ یہاں ایک مضبوط جماعتی مرکز قائم کیا جائے۔

دہلی کے احمدی بچے

بعد نماز مغرب و عشا دہلی کے احمدی بچے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ان سے مختلف سوالات دریافت فرمائے مثلاً اللہ کسے کہتے ہیں۔ رسول کسے کہتے ہیں۔ اور نبی کسے کہتے ہیں۔ مسیح موعود سے کیا مراد ہے۔ احمدیت کا کیا مطلب ہے۔ نماز کیوں پڑھی جاتی ہے۔ نمازیں کتنی ہیں اور ان کی رکعتیں فرائض اور سنتیں کتنی ہیں۔ شریعت کسے کہتے ہیں۔ وغیرہ۔ بچوں سے یہ امور دریافت فرمانے کے بعد حضور نے ان امور کے صحیح جوابات بھی نہایت عام فہم اور سادہ الفاظ میں بیان فرمائے۔ مثلاً حضور نے فرمایا۔ دنیا میں جو کچھ بھی نظر آتا ہے سب کو پیدا کرنے والے کو اللہ کہتے ہیں۔ نبی کے معنے ہیں خبر دینے والا۔ اور رسول کا مطلب ہے بھیجا ہوا۔ اللہ تعالےٰ جب اپنے کسی بندے کو غیب کی خبریں بتاتا ہے۔ اور اسے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجتا ہے تو اسے نبی اور رسول کہتے ہیں۔ نبی اور رسول اللہ تعالےٰ کی عبادت اور دیگر معاملات کے متعلق جو طریق اس کے حکم سے بتاتے ہیں۔ اسے شریعت کہتے ہیں۔ حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ چونکہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے پوری ہو گئی ہے۔ اس لئے ہم آپ کو مسیح موعود کہتے ہیں۔ یعنی وہ مسیح جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اسلام کی اصلی اور حقیقی شکل جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمائی ہے۔ اسے احمدیت کہتے ہیں۔ نماز اس لئے پڑھی جاتی ہے کہ ہمارے مذہب میں اس کا حکم ہے۔ نماز ظہر کی سنتوں کے متعلق حضور نے فرمایا۔ اس کی تین صورتیں جائز ہیں اوّل چار سنتیں فرضوں سے پہلے اور چار فرضوں کے بعد۔ دوم دو سنتیں فرضوں سے پہلے اور دو بعد۔ سوم چار سنتیں فرضوں سے پہلے اور دو فرضوں کے بعد۔ (باقی) خاکسار خورشید احمد

اعلان ضروری

احمدیہ دارالتبلیغ کلکتہ جو کہ ولنگٹن اسکوئر علاقہ میں تھا۔ بوجہ ہندو آبادی کی کثرت کے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس لئے کلکتہ آنے والے احمدی دوست نوٹ کر لیں۔ اور ہرگز اس علاقہ میں نہ جائیں۔ عارضی انجمن لوئر چیت پور میں منتقل کی گئی ہے۔ احباب ضروری کام کے بغیر فی الحال کوئی

اسلام کا غلبہ اور مسلمانوں کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے

مودودی صاحب کی سکیم اور اس پر تنقید

(از جناب ثاقب صاحب رزمی قمی دہلی)

میں ذیل میں مودودی صاحب کی اس سکیم کا خاکہ پیش کرتا ہوں۔ جو انہوں نے اسلام کو دنیا میں غالب بنانے اور مسلمانوں کو امامت عالم دلانے کے لئے تجویز کی ہے۔ اور جو ان کے ایک لیکچر "نیا نظام تعلیم" سے لی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی طرف سے تنقید بھی پیش کی جاتی ہے۔

(۱) مودودی صاحب لکھتے ہیں "سب سے پہلے یہ امر غور طلب ہے۔ کہ اس دنیا میں امامت وقیادت (Leadership) کا مدار آخر ہے کس چیز پر؟ کیا چیز ہے جس کی بنا پر کبھی مصر امام بنتا ہے۔ کبھی یونان۔ کبھی رسوم اور کبھی یورپ۔"

مودودی صاحب نے لیڈر شپ کے لئے امامت وقیادت کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ حالانکہ دنیوی لیڈر شپ کے لئے قیادت اور روحانی یا مذہبی لیڈر شپ کے لئے امامت ہونا چاہیئے۔ فارسی اور عربی کی کسی لغت میں امامت کیلئے دنیوی لیڈر شپ مراد نہیں لی گئی۔ مصر۔ یونان۔ بابل اور یورپ کو صرف قیادت دی گئی۔ ان کے لئے امامت کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا۔ امامت کا لفظ متقی اور خدا پرست گروہ کے غلبے کو دیا جا سکتا ہے۔ اور وہ صرف اسلام کے اولین دور میں تھا خدا تعالےٰ نے آج پھر اسی طرح کا ایک گروہ پیدا کیا ہے) جب قیادت یعنی دنیوی لیڈر شپ اپنی بے راہ رویوں اور بے اعتدالیوں سے انسانوں کے نظریات اوٹ لگ اور روح وضمیر کو بگاڑ دیتی ہے تو اس وقت امامت یعنی لیڈر شپ آگے بڑھتی ہے۔ اور انسانوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھاتی ہے۔ اولیاء اور مجددوں کے آنے پر امامت کے چھوٹے چھوٹے دور شروع ہوتے ہیں۔ جس طرح سمندر میں چھوٹی چھوٹی تند لہریں اٹھتی ہیں۔ جب روحانی بگاڑ عالمگیر ہو جاتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اپنے ایک برگزیدہ بندے کو نبوت کی اصلاحی طاقت دے کر بھیجتا ہے۔ لیکن اب نبوت صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ہی مل سکتی ہے۔ اور اس نبوت کا مقصد کوئی نئی کتاب لانا نہیں ہوگا۔ بلکہ بھولے ہوئے انسانوں کو قرآن حکیم پر صحیح معنوں میں عامل بنانا۔ ایک نبی امامت کا ایک عالمگیر دور شروع کرتا ہے۔ جس طرح سمندر میں تند و تیز لہروں کو گود میں لئے ہوئے ایک طوفان اٹھتا ہے۔

اسلام نے انسانوں کے سامنے امامت کا ایک بلند ترین تخیل رکھا۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے بہت جلد اپنی امامت کو قیادت میں بدل دیا۔ وہ دنیوی سلطنت کی چمک سے چکا چوند ہو کر امامت کے اجزا یعنی تقوے تبلیغ حق اور عملی توحید کھو بیٹھے اور دنیوی سلطنتیں قائم کرنے کے پیچھے پڑ گئے۔ مسلمانان عالم امامت کے اس نظریئے کو اس طرح بھولے۔ کہ آج بھی وہی بھول جاری ہے۔ اور وہ قیادت یعنی دنیوی لیڈر شپ یا دنیوی تسلط کے ذریعہ امامت یعنی روحانی لیڈر شپ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کے نظریہ تسلط کے مطابق قیادت امامت کا ایک حصہ ہے۔

(۲) مودودی صاحب فرماتے ہیں۔ "اس مختصر بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امامت خواہ وہ آگ کی طرف لے جانے والی ہو یا جنت کی طرف بہرحال اس گروہ کا حصہ ہے۔ جو سمع و بصر وفواد کو تمام انسانی گروہوں سے بڑھ کر استعمال کرے۔"

اس میں شک نہیں کہ اقوام عالم نے سمع وبصر وفواد کو استعمال کیا۔ اور اسے اپنی مادی ترقی اور مادی تسلط کے لئے کام میں لائیں۔ اور دنیا میں اپنے کو قائد بنایا۔ لیکن وہ تمام قیادتیں آگ کی طرف لے جانے والی تھیں۔ اس لئے کہ ان میں امامت کے اجزا موجود نہیں تھے۔ ان اقوام نے اپنی سمع وبصر وفواد کی تمام طاقتوں کو مادی ترقی اور مادی تسلط میں لگا دیا۔ انہوں نے ملک گیری اور مادی فائدوں کے لئے انسانوں کی وسیع خونریزی کی۔ اس کے برعکس خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں نے مختلف ادوار میں امامت قائم کی۔ اور انسانوں میں پاکیزگی روح وضمیر سچائی اور امن و اتحاد قائم کیا قیادت اس گروہ کو دی جاتی ہے۔ جو اپنی سمع وبصر وفواد کی قوتوں کو استعمال میں لائے۔ اور انہیں مادی ترقی اور مادی تسلط میں لگائے۔ اس کے برعکس امامت محض سمع وبصر وفواد کے استعمال پر مشتمل نہیں ہوتی۔ اس کے پاس آسمانی علم اور آسمانی دماغ ہوتا ہے۔ اور وہ سمع وبصر وفواد کی قوتوں کی راہ نمائی کرتی ہے۔ امامت اس گروہ کو دی جاتی ہے۔ جو کاروبار عالم کو تقوے کے راستے پر چلانے۔ انسانوں کے درمیان پیغام حق اور عملی توحید پھیلانے کے لئے اٹھے۔ قیادت محض غیر خدا پرستانہ اور چنگیزانہ سیاست ہوتی ہے۔ اور امامت دین اور سیاست کا ایک لطیف امتزاج ہوتا ہے۔ آج یورپ اپنے سمع وبصر وفواد کے زبردست استعمال اور فطرت کی طاقتوں کی حیرت انگیز تسخیر کے باوجود امامت کے اجزا کا محتاج ہے۔

(۳) مودودی صاحب کا خیال ہے "ناخدا شناس ائمہ کی امامت میں رہ کر خدا شناسی خدا پرستی کا مسلک زندہ نہیں رہ سکتا۔ لہذا جو کوئی اس مسلک پر اعتقاد رکھتا ہو۔ اس کے عین ایمان و اعتقاد کا اقتضا ہے۔ کہ اس امامت کو مٹانے اور خدا شناس امامت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔"

مودودی صاحب نے ناخدا شناس کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جو قواعد اردو کے لحاظ سے درست نہیں۔ ناخدا شناس کو خدا ناشناس اور نا فرض شناس کو فرض ناشناس لکھنا چاہیئے۔ کیونکہ "نا" کا تعلق "شناس" سے ہے۔ "خدا" یا "فرض" سے نہیں۔

تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے۔ کہ امامت کا ہر چھوٹا یا عالمگیر دور پیدا پیدا کرنے والے گروہ نے ایک طوفانی اور اجتماعی طاقت حاصل کرنے تک خدا ناشناس انسانوں میں ہی رہ کر اعلائے کلمۃ الحق کو جاری رکھا۔ اور زبردست جنگ افکار برپا کی۔ اس گروہ نے خدا ناشناس ائمہ کے دنیوی نظام حکومت میں دخل نہیں دیا۔ اس خدا پرست روحانی گروہ نے خدا ناشناس انسانوں سے تلوار کی جنگ اسی وقت کی۔ جب اس پر تبلیغ حق کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور اس پر حملہ کر دیا گیا۔

دنیا میں امامت قائم کرنے والے گروہ کا مقصد براہ راست دنیوی سلطنت قائم کرنا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے تبلیغی ہنگاموں سے انسانوں کے فکر وعمل کی اصلاح کرتا ہے۔ اور انہیں اپنا ہم خیال بنا کر اپنے جتھے میں شامل کرتا چلا جاتا ہے۔ اس ہمخیالی کی وسعت میں دنیوی سلطنت کے قیام کا راز پوشیدہ ہوتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ حق کو نہ روکا جاتا۔ اور ان پر حملہ نہ کیا جاتا۔ تو یقیناً وہ کفار سے جنگ نہ کرتے۔ اور پر امن طور پر اپنے اعلائے کلمۃ الحق کو جاری رکھتے۔ لیکن چونکہ خدا ناشناس انسان ہر امامت کے دور میں تبلیغ حق کو روکتے ہیں اس لئے تلوار کی جنگیں ہوتی ہیں۔

امامت قائم کرنے والے ہر گروہ نے اپنے عہد کی خدا ناشناس۔ مادیت میں ڈوبی ہوئی قیادت کو جنگ افکار سے مٹایا۔ تلوار کی جنگ سے نہیں۔ آج بھی اسی طریق پر خدا ناشناس ائمہ کی وسیع قیادتوں کو مٹایا جائے گا۔ اور مٹانے کا عمل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع کر دیا ہے۔

(۴) مودودی صاحب فرماتے ہیں "جو نظام تعلیم محض پرانے مذہبی علوم کی حد تک محدود ہے۔ اس میں یہ طاقت ہرگز نہیں ہے کہ امامت میں اتنا بڑا انقلاب کرنے کے لئے آپ کو تیار کر سکے۔"

مودودی صاحب عہد حاضر کی وسیع خدا ناشناس قیادت کو امامت میں بدلنے کے لئے ایک یونیورسٹی کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔ جہاں تمام علوم کو مودودی صاحب کے پیش کئے ہوئے نقشے کے مطابق از سر نو مدون کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد

جو طالب علم وہاں سے فارغ ہوکر نکلیں گے۔ وہ تمام مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے موجودہ نظامِ قیادت میں انقلاب پیدا کر دیں گے۔

نظامِ تعلیم سمعی علوم کی حد تک محدود ہو یا اس حد سے بہت آگے بڑھا ہوا ہو۔ وہ خدا ناشناس قیادت میں انقلاب پیدا نہیں کرسکتا۔ اس انقلاب کو عمل میں لانے کے لئے پہلے دماغوں اور فکر و عمل میں انقلاب کی ضرورت ہے۔ فکر و عمل کے انقلاب کے لئے مسلسل تبلیغی ہنگاموں کی ضرورت ہے۔ تبلیغی جد و جہد کے لئے قرآن حکیم کی اصل تعلیم موجود ہونے کی ضرورت ہے۔ قرآن کی اصل تعلیم پیش کرنے کے لئے ایک آسمانی دماغ کی ضرورت ہے۔ اور خداوند عظیم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیج کر ان کے آسمانی دماغ کے ذریعے اس انقلاب فکر و عمل کے تمام لازمی اجزاء مہیا کر دیئے ہیں۔

(۵) مودودی صاحب کا ارشاد ہے۔ "بہت ہی کم آدمی اس نظامِ تعلیمی سے ایسے نکل سکتے ہیں۔ جو دونوں قسم کے علوم کو جوڑ کر کوئی صحیح مرکب بنا سکیں۔ اور ان کا بھی اس قدر طاقتور ہونا بہت مشکل ہے۔ کہ الحاد کر خیالات اور زندگی کے دھارے کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیر دیں"

دینی اور دنیوی علوم کو جوڑ کر کوئی صحیح مرکب مسلمانوں کے فکر و عمل کی اصلاح اور اسلام کو غالب نہیں کرسکتا۔ اصلاح و غلبہ کے اس عظیم کام کے لئے اس قرآنی نظر کی ضرورت ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو عطا ہوئی تھی۔ جب وہ نظر (داوٹ لک) ہم میں پیدا ہو جائیگی۔ تو ہمارا ہر شخص علوم عالم کو قرآنی معیار پر پرکھ سکے گا۔ ہم عہدِ حاضر کے غلط نظریات اور افکار کو نہ صرف متزلزل کرسکیں گے۔ بلکہ انہیں انسانوں کے دماغوں سے عملی طور پر نکال سکیں گے۔

واقعی کسی دنیوی مصلح یا مفکر میں آتنی طاقت نہیں۔ کہ وہ الحاد انگیز فکر و عمل اور زندگی کے دھارے کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیر دے۔ یہ کام صرف خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوئے برگزیدہ بندوں کے لئے مخصوص رہا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دنیا میں مبعوث ہوکر زبردست جنگِ افکار کی اور انسانوں کے فکر و عمل کے دھاروں کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیر دیا۔

اسلام کے ابتدائی دور کے مسلمانوں کے پاس قرآن کی اصل تعلیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دی ہوئی بصیرت اور نظر تھی۔ اور تبلیغی ہنگامے تھے۔ جن سے انہوں نے اس وقت کے ہر دبستانِ خیال کو بند کر دیا۔ افکارِ عالم کو روندا اور اس طرح آگ کی طرح سے جانے والی قیادت کو امامت میں بدل دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی غلامی میں قوتِ نبوت حاصل کر کے انسانوں کے ایک گروہ کو ایک بار پھر قرآن کی اصل تعلیم۔ قرآنی بصیرت اور نظر دے دی ہے۔ جس سے اس گروہ کے افراد آج ہر گوشۂ عالم میں تمام مذاہب سے فکری جہاد کر رہے ہیں۔ اور اپنے ہم خیالوں کی تعداد بڑھا رہے ہیں۔ اور اس طرح ایک بار پھر اسلام کا غلبہ ثابت کر رہے ہیں۔

(۶) مودودی صاحب کا دعویٰ ہے۔ "اصلاحِ تعلیم کا یہ لائحہ کہ علوم اسلامی کے ساتھ نئے علوم کا جوڑ لگایا جائے۔ یہ بھی امامت میں انقلاب کرنے کے لئے آپ کو تیار نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ فلسفہ۔ سائنس۔ تاریخ۔ سیاسیات۔ معاشیات اور دوسرے علوم جو اس وقت مرتب صورت میں آپ کو ملتے ہیں۔ وہ سب کے سب ناخدا شناس لوگوں کی فکر و تحقیق کا نتیجہ ہیں"

موجودہ خدا ناشناس قیادت میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے کتابوں میں پڑے ہوئے موجودہ دنیوی علوم کو از سرِ نو مدون کرنے کی مہم شروع کرنا ایک غلط راستہ ہے۔ اصل کام یہ ہے کہ انسانوں کے دماغوں میں بھرے ہوئے غیر اسلامی نظریات اور افکار کو نکالا جائے۔ اور انسانوں میں عملی توحید اور قرآنی روشنی پیدا کی جائے۔ جب دماغوں میں زندہ پڑے ہوئے الحاد انگیز افکار اور نظریات کو مردہ بنا دیا جائیگا۔ تو کتابوں میں لکھے ہوئے افکار اور نظریے خود بخود بے جان اور بے قوت ہو جائیں گے۔ آج قرآنِ حکیم اور کتب احادیث میں اسلام کے تمام حقیقی نظریے اور افکار موجود ہیں۔ لیکن عالم اسلام کے مسلمانوں کے دماغوں میں وہ افکار اور نظریے عملی طور پر موجود نہیں۔ یا اُن کی شکلیں موجود نہیں۔ ان کی جگہ عہدِ حاضر کے ملحدانہ افکار اور نظریوں نے لی ہے۔

آج اسلام اسی طرح غالب ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن و حدیث میں پڑے ہوئے اصل افکار اور نظریاتِ حیات کو مسلمانوں اور دوسرے انسانوں کے دماغوں میں از سرِ نو زندہ اور روشن کر دیا جائے۔ آج جبکہ مفسروں اور جدید عالموں نے قرآن و حدیث کی عظیم تعلیم کو اپنے اپنے دماغوں کی فکری قوت طور دخل سے فروعات اور تاویلات میں غلطان کر دیا ہے۔ ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ ایک آسمانی دماغ کو بھیجے۔ جو قرآن کی اصل تعلیم اور قرآنی نظر کو حتمی اور قطعی طور پر پیش کرتا اور جو انسانوں کے دماغوں میں پڑے ہوئے افکار اور نظریوں کو مردہ بنانے اور قرآن اور کتب احادیث میں پڑے ہوئے افکار اور نظریوں کو دماغوں میں پھر زندہ کرنے کے لئے وہی راستہ اختیار کرتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اختیار فرمایا تھا یعنی قرآن پر حقیقی عامل بنانا۔ اور تبلیغ حق کے مسلسل ہنگامے برپا کرنا۔ یہ تمام کارِ عظیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرانجام دیا ہے۔ جن کی دی ہوئی بصیرت اور نظر رکھنے والے انسان مشرق و مغرب میں عالمِ افکار کے لئے ایک مسلسل اور مستقل زلزلہ بنے ہوئے ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے ذیل کے شعر میں ایک ایسی اہم ضرورت کو محسوس کیا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے شعر کہنے سے بہت مدت پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجکر پورا کر دیا تھا

دنیا کو ہے اس ہادیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نظر زلزلۂ عالمِ افکار

ایک سجادہ نشین سے تبادلہ خیالات کے تاثرات

(از شیخ سمیع اللہ صاحب قیصرؔ)

رموزِ عشق سے اہلِ خرد ہیں بیگانے
تہی نصیب ہیں صدقِ طلب سے فرزانے

تجلیاتِ جنوں کی وہ تاب کیا لاتا
پڑھے ہیں جس نے فقط بوعلی کے افسانے

گدازِ عشق سے ہیں اہلِ خانقاہ محروم
شرابِ شوق سے خالی ہیں انکے پیمانے

خودی پرست۔ تعلی پسند۔ بدگفتار
ہیں اہلِ زیغ کے آباد ان سے میخانے

بنایا ان کو تعصب نے رہزنِ ایماں
وطن فروشی سکھائی ہوائے دنیا نے

نہ سازگار رہوئی عقل و فکر کی ندرت
نہ آیا ان کو کوئی رازِ عشق سمجھانے

یہ خانقاہ نشیں زعمِ علم میں ڈوبے
جہادِ عشق میں کام آئے مجھ سے دیوانے

ہوا پرستی پیرِ مغاں معاذ اللہ
جو ذکر و پند کا آیا تھا پھول برسانے

حریم خانۂ خلوت سے جب ہوا نازل
نزولِ مہدی و عیسیٰ کا عقدہ سلجھانے

بعجب و ناز خطیبِ مقالۂ منطق
دلیل اَنی و لمی میں آیا الجھانے

کتابِ حیلۂ و حجت کا رازداں آیا
رہِ خدا سے عیالِ خدا کو بہکانے

فقیہہ شہر تغافل پسند مسلم کو
لگا مسیحِ زماں کے خلاف اکسانے

بڑی ہی شان سے بولا وہ واعظِ مونگیر
بزعمِ خویش سنایا یہ منت اللہ نے

نہ ہو سکا کوئی مرزائی حافظِ قرآں
سرورِ ذکر و تراویح کا یہ کیا جانے

غرض یہ جہلِ سراپا وہ گیت گاتا تھا
فریسیوں نے سکھائے رکھے اس کو جو گانے

مگر غوایتِ صوفی سے وہ رہا محفوظ
نگاہِ صدق و صفا دی ہے جسکو مولا نے

تجلی پاش ہے جس پر منارۂ بیضا
دکھائی راہِ ہدیٰ جس کو مردِ دانا نے

زہے نصیب کہ آیا وہ مرشدِ کامل
جہاں میں صبحِ ہدایت کا نور پھیلانے

ہزاروں تجھ پہ درود و سلام اے احمدؑ
کہ تو نے کر دیئے آباد میرے ویرانے

بنایا حق نے تجھے نورِ دیدۂ ہستی
ترے جمال سے روشن ہیں میرے کاشانے

دیا ہے تو نے مجھے شوقِ سجدۂ الفت
بڑے نصیب کے مالک ہیں تیرے مستانے

جنونِ عشق سے نسبت ہے ان کی فطرت کو
ترے چراغِ نبوت کے جو ہیں پروانے

مجھے پیمبرِ دل کا ہے یاد یہ ملفوظ
لبِ مسیحِ نفس میں ناموسِ عشق ہے محفوظ

نوٹ:۔ یہ خانقاہ رحمانیہ مونگیر کے سجادہ نشین منت اللہ سے تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔ اور سرگرم مباحثہ ہوا۔ ۱۰-۱ [illegible] یہ نظم [illegible] لکھی گئی۔

ویدوں کے الہامی ہونے کا عقیدہ

پنڈت دیانند جی نے مصلحتاً ایجاد کیا

انیسویں صدی اس لحاظ سے بڑی بابرکت صدی تھی۔ اس زمانہ میں خصوصاً صدی کے آخری حصہ میں ایک طرف تو مسلمانوں پر یہ فضل ہوا کہ ان میں وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود ظہور پذیر ہوا۔ جس نے مسلمانوں کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو گرداب ہلاکت سے نکالا۔ اور دوسری طرف مختلف قوموں میں لائق علماء پیدا ہوئے جن میں سے بعض نے اسلام کی تعلیم حقہ کو قبول کیا۔ اور باقیوں نے باوجود اختلاف رکھنے کے قرآن کریم کی تعلیم کی حقانیت کے آگے سر تسلیم خم کیا۔ چنانچہ برہمو سماج کے بڑے بڑے لیڈر اسلام کے گن گانے لگے۔ اور اب تک تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ان کو صداقت کا جو حصہ ملا ہے وہ اسلام سے ملا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکچر جو دسمبر ۱۸۹۶ء کے جلسہ مذاہب لاہور میں پڑھا گیا۔ اس کو سن کر تمام مذاہب کے علماء نے متفقہ طور پر اس کی برتری اور فضیلت کا اعتراف کیا۔ لیکن افسوس کہ اسی زمانہ میں پنڈت دیانند جیسے انسان بھی پیدا ہوئے۔ پیدائشی طور سے پنڈت جی شیومت کے پجاری تھے یہ لوگ شو لنگ کی پوجا کرتے ہیں اور شو جی کا نام جپتے ہیں انیس سال تک ادھر ادھر یوگ ودیا کی تلاش میں پھرتے رہے۔ کبھی ویدانتی بنے اور کبھی سنیاسی۔ لیکن نہ یوگ ودیا نصیب ہوئی اور نہ ویراگ کی حالت پیدا ہوئی اور نہ سنیاس کو نبھا سکے۔ اور آخر میں سیاسی پالیسی کو مدنظر رکھ کر آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔ اور ستیارتھ پرکاش لکھی۔ جس میں ویدوں کو الہامی قرار دے کر ان پر عمل کرنا ساری دنیا کا فرض قرار دیا۔ لیکن اس کی حقیقت بہت جلد کھل گئی۔ اور پنڈت جی کے پیروؤں نے ہی کھول دی۔ چنانچہ پنڈت پرمانند صاحب آریہ اپدیشک نے آریہ اخبار پرکاش لاہور ۲۸ اسوج ۱۹۸۰ سمہ بکرمی میں اس بارہ میں جو مضمون لکھا اس کا مطلب یہ ہے کہ:۔

"مجھے اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ آریہ سماج کے ابتدائی زمانہ سے اس وقت تک ہمیشہ ہمارے کانوں میں یہ شور پہنچتا رہا ہے کہ مہرشی دیانند نے ویدک الہام کا عقیدہ صرف آریہ جاتی کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی غرض سے آریہ سماج کے اصولوں میں داخل کیا تھا؟"

(سوامی دیانند اور ان کی تعلیم صفحہ ۲۳۲)

پنڈت سورج بل صاحب باخبار "برادر ہند" میں پنڈت جی اور ان کی تفسیر وید کے متعلق جو مضمون چھپا تھا اس کا حوالہ دے کر تحریر فرماتے ہیں:۔ "میں نے سوامی جی کی بابت ڈاکٹر...... صاحب سے گفتگو کی تھی۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ سوامی جی نے یہاں لوگوں کے سامنے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میں جانتا ہوں کہ میری پوزیشن غلط ہے مگر پالیسی (یعنی مصلحت) یہی ہے کہ سماج کی ترقی کے لئے ایسے خیالات کی اشاعت کی جائے" (یعنی وید ہرچند الہامی نہیں۔ مگر پالیسی کے طور پر ان کو الہامی منوانے کی ضرورت ہے کیونکہ اس سے دیش اُنتی اور آریہ سماج کی ترقی ہوتی ہے)

(کتاب مذکور الصدر صفحہ ۲۴۵)

برہمچاری لچھمن شاہ صاحب پریذیڈنٹ آریہ سماج جہلم نے ایک گشتی چٹھی کے جواب میں لکھا:۔

سوامی دیانند سرسوتی کے ساتھ ایک عرصہ دراز تک میری واقفیت رہی۔ وہ پندرہ روز تک جہلم میں میرے مہمان رہے تھے۔ اور اس زمانہ میں روزانہ ان سے گفتگو ہوتی تھی۔.... آپ کے سوال کے جواب میں جو کچھ مجھے معلوم ہے اس کو یہاں مختصراً بیان کئے دیتا ہوں۔ سوامی جی نے بمقام جہلم مجھ سے صاف صاف کہا تھا کہ ہندوستان میں تمام ہندو ویدوں کو ایشور کا کلام مانتے ہیں۔ اور جب تک کہ آپ ویدوں کے نام سے خدا کی توحید اور اس کی پرستش کی تعلیم نہیں دیں گے اس وقت تک لوگ آپ کی بات نہیں ۴۴ سنیں گے۔ انگلستان میں بہت سے عالم بائیبل کو خدا کا کلام نہیں مانتے۔ پھر بھی لوگوں کے مذہبی فائدہ کے خیال سے بائیبل کے کلام الٰہی ہونے کا زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ بھی اس ملک کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے ویدوں کی آڑ لیں اور ان کو سپر بنائیں تو ممکن ہے کہ آپ جلد کامیاب ہو جائیں۔

میں نے اب تک اس معاملہ کو بذریعہ تحریر ظاہر نہیں کیا تھا۔ کیونکہ آریہ سماج میں بہت سے ایسے ممبر ہیں جو اس واقعہ کو جانتے ہیں۔ کلکتہ میں پنڈت رور دت اڈیٹر اخبار "آریہ ورت" سے جو آریہ سماج کے ممبر تھے اس باب میں صرف ایک مرتبہ میری گفتگو ہوئی تھی۔ مگر کچھ عرصہ تک انہوں نے میری بات کا یقین نہ کیا۔ جہاں تک کہ بابو شونی لال صاحب مہاجن بڑا بازار کلکتہ نے میری تائید کی اور یہ کہا کہ سوامی دیانند نے یہی بات بمبئی میں مجھ سے کہی تھی۔ بابو صاحب موصوف آریہ سماج کے معزز ممبر ہیں اور یہ گفتگو ان کے مکان پر ہوئی تھی۔ یہ سچ ہے کہ سوامی دیانند نے محب وطن بننے کی کوشش کی۔ اور ملک کی بھلائی کی خاطر وہ اسی پالیسی پر کاربند رہے وہ ہر کام میں "مصلحت" کا خیال رکھتے تھے۔ ذات پات کے بندھن کو توڑا گیا ۴۴

۴۴ نہ توڑنا بھی ایک پالیسی تھی۔ ماخوذ از انگریزی رسالہ Dyanand Unveiled Part I ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ دراصل پنڈت دیانند صاحب بھی ویدوں کو الہامی نہ سمجھتے تھے

فرانسیسی جمہوریہ رابعہ کے مجوزہ آئین پر

جنرل دوگول کا تبصرہ تنقید اور انتباہ

(از مکرم ملک عطاء الرحمن صاحب آنریری مجاہد مقیم پیرس)

فرانسیسی سیاست میں آجکل سب سے زیادہ اہم امر فرانسیسی جمہوریہ رابعہ کے آئین کی تشکیل ہے۔ فرانسیسی اخبارات میں ان دنوں مجوزہ دستور و قواعد کے موافق اور مخالف اظہار رائے کیا جا رہا ہے۔ بالخصوص جنرل دوگول جو جنگ کے دوران میں فرانسیسی جلاوطن حکومت کی قیادت کر رہے تھے اس سلسلہ میں ان کا تبصرہ تمام فرانسیسی قوم کے لئے مرکز توجہ ہے۔

جنرل موصوف کی رائے میں مجوزہ آئین عملاً ان تمام خامیوں سے بھرا ہوا ہے جن کی بنا پر یہ آئین اس سے قبل ایک مرتبہ گذشتہ مئی میں رد کیا جا چکا ہے۔ ان کے نزدیک اب کی مرتبہ قوم کی اٹکل سوئی کے لئے جھوٹی کوشش کی گئی ہے لیکن اب بھی آئین میں شدید نقائص باقی ہیں۔ چنانچہ ایک اخباری بیان میں انہوں نے فرانسیسی قوم کو انتباہ کیا ہے کہ مستقبل قریب میں بین الاقوامی حالات میں غیر معمولی بگاڑ اور کشمکش کا اندیشہ ہے جس کے لئے ایک مکمل اور مضبوط آئین پر حکومت کا قائم ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس کے خلاف موجودہ مجوزہ آئین کے ماتحت فرانسیسی حکومت ان آنے والے حالات کا مقابلہ نہ کر سکے گی بہت ممکن ہے کہ آئندہ بین الاقوامی دوڑ میں فرانس پیچھے رہ جائے۔ اور وہ اپنی وسیع مملکت اور مقبوضات کھو بیٹھے۔

جنرل دوگول اپنے متواتر بیانات میں بار بار اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ بین الاقوامی سیاسی حالات فرانسیسی ملک کے لئے غیر معمولی خطرات کا باعث ہو رہے ہیں۔ اور انہیں اس امر کا یقین ہے کہ مستقبل میں فرانس کو پھر ایسے حالات درپیش ہوں گے جیسے اسے گذشتہ جنگ کے دوران میں گذرنا پڑا۔ اس قیاس کے مدنظر مجوزہ آئین کی مخالفت میں سب سے بڑی وجہ انکے نزدیک یہی ہے کہ اس نئے دستور میں حکومت کے ادارہ انتظامیہ (Executive) کو پورے اختیارات حاصل نہ ہوں گے۔ بمقابلہ مجلس قانون ساز اور پارلیمنٹ کے۔ ایک اور موقعہ پر تبصرہ کے دوران میں جنرل موصوف نے کہا کہ گذشتہ جنگ کے سلسلہ میں حکومت کو ایک شدید ابتلاء میں سے گذرنا پڑا ہے۔ لیکن اس کٹھن دور اور تجربہ کو مفید بنایا جا سکتا ہے بشرطیکہ حکومت کے چلانے کے لئے آئندہ قانون اور ضابطہ میں غیر معمولی اختیارات ان لوگوں کو حاصل ہوں جن کے سپرد آئندہ ملک و قوم کی قیادت کی جائے۔

جنرل دوگول کے نزدیک صدر جمہوریہ کو پورے اختیارات حاصل نہ ہوں گے۔ مثال کے طور پر مجوزہ آئین اور دستور کے ماتحت نظری اعتبار سے صدر جمہوریہ وزیر اعظم کا انتخاب کرے گا۔ لیکن عملاً یہ ایک رسمی کارروائی ہوگی۔ کیونکہ اس آئین کے ماتحت وزیر اعظم صرف اسی صورت میں کابینہ کی تشکیل کر سکتا ہے جبکہ مجلس شوریٰ (اسمبلی) وزیر اعظم کے انتخاب کی منظوری دے جمہوریہ ثالثہ کے ضابطہ کے ماتحت وزیر اعظم کا

انتخاب مجلس شوریٰ کرتی ہے۔ اور جمہوریہ کے مجوزہ دستور میں پھر اس قباحت کو باقی رکھا گیا ہے۔ یعنی بالآخر حکومت کے تمام اختیارات پھر اسمبلی ہی کے ہاتھ میں رکھے گئے ہیں۔ نہ کہ یہ اختیارات صدر جمہوریہ کو حاصل ہونگے۔ ان کے نزدیک گزشتہ مرتبہ اس آئین کے رد ہونے کی بڑی وجہ یہی تھی۔ کہ اس کے ماتحت حکومت صیغہ انتظامیہ (EXECUTIVE) کی حکومت نہ تھی۔ بلکہ مجلس شوریٰ (اسمبلی) کی حکومت تھی

دوسری سب سے اہم خامی اس آئین میں جنرل دوگول کے نزدیک یہ ہے۔ کہ اس دستور کے ماتحت تمام وزراء بحیثیت مجموعی صرف عمومی پالیسی کے لحاظ سے مجلس شوریٰ کے سامنے ذمہ وار ہوں گے مگر انفرادی طور پر ان کی ذمہ واری صرف ان کے ذاتی عمل اور کارگزاری تک محدود ہوگی۔ چنانچہ جنرل موصوف کے نزدیک اس صورت میں کابینہ کے اندر اتنی ہی مختلف حکومتیں ہوں گی۔ جتنے وزراء یا وزراء کے مختلف گروہ ہوں گے۔ اس سے جنرل موصوف کی یہ مراد ہے۔ کہ اس صورت میں بڑی بڑی سیاسی پارٹیوں کا کابینہ کے اندر مختلف وزراء پر بیرونی دباؤ ہوگا۔ جس کے ماتحت کابینہ اتحادِ عمل کے رنگ میں کسی ارادہ یا خیال کے ماتحت اپنی ذمہ واری ادا نہ کر سکیگی۔ بلکہ ہر وزیر اپنی پارٹی کی راہنمائی اور خواہش کی تعمیل کریگا جس سے ملکی سیاست میں کبھی کوئی متحدہ محاذ قائم نہ ہوگا۔

پھر اس دستور کے ماتحت ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ جب بھی حکومت کی تشکیل کا موقعہ پیدا ہو۔ ضروری ہوگا۔ کہ مجلس شوریٰ کا انعقاد کیا جائے۔ جنرل موصوف کا اس بارہ میں یہ اعتراض ہے کہ کیا تمام حالات میں شوریٰ کا انعقاد ممکن ہوگا۔ اور کیا گزشتہ واقعات اس امر کی واضح دلیل نہیں۔ کہ تمام حالات میں ایسا ہونا جب ممکن نہ ہوگا۔ تو پھر لازمی کیوں قرار دیا جائے۔ چنانچہ ان کے نزدیک اس بات کا تسلیم کرنا نہایت ضروری ہوگا۔ کہ حکومت تمام حالات میں ہمیشہ صدر جمہوریہ کی راہنمائی حاصل کرے۔ اور صدر جمہوریہ کو ممکن اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔

جنرل دوگول کے نزدیک اس آئین میں ایوان اعلیٰ کی ایک شکل تو قائم کی گئی ہے لیکن مجوزہ قواعد نے اُسے غیر مؤثر بنا دیا ہے کیونکہ قواعد کے ماتحت وہ مجلس شوریٰ کا سایہ ہوگا۔ جسے ذاتی طور پر کسی علیحدہ عمل و حرکت کے اختیارات نہ ہونگے۔ اس کے علاوہ جنرل موصوف ایک اور امر کی شدت سے مخالفت کر رہے ہیں۔ کہ مجلس شوریٰ ہی الیکشن کے طریق کا فیصلہ کرے۔ اُن کے نزدیک یہ قواعد سے استہزاء ہے کہ مجلس شوریٰ خود ہی طریق انتخاب کا فیصلہ کرے بلکہ صحیح یہ ہوگا۔ کہ جب آئین کی آخری منظوری کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ استصوابِ عوام کے لئے تمام ملک کے سامنے پیش کیا جائے تو اسی طریق پر الیکشن سے متعلق قواعد بھی رائے عامہ کے لئے پیش کئے جائیں۔ جنرل موصوف نے اس امر پر یوں تنقید کی ہے کہ معلوم ہوتا ہے مجلس شوریٰ کی پیش پیش پارٹیاں ایک ایسا طریق رائج کرنا چاہتی ہیں۔ کہ جس کے ماتحت آئندہ انتخاب کے وقت موجودہ تناسب نمائندگی قائم رکھا جا سکے اس پر تنقید کرنیوالے اکثر لوگوں کی رائے ہے کہ عملاً دوبارہ انہی نمائندگان کا انتخاب ہو سکیگا جو اسوقت فہرست پر موجود ہیں۔ اور اس طرح موجودہ پارٹیوں کے میزانِ طاقت میں کمی و بیشی کا کوئی امکان باقی نہ ہوگا۔

جنرل دوگول تبصرہ کے تمام مواقع پر ملک اور قوم کو انتباہ کرتے رہتے ہیں۔ کہ اس دستور کے ماتحت ملک و قوم میں اتحاد و یکجہتی کا کوئی امکان باقی نہ رہے گا۔ ملک مختلف پارٹیوں کے غیر متفقہ تسلط کے نیچے آجائے گا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ فرانسیسی مملکت میں دن بدن ضعف آتا چلا جائے گا۔ اور اس کے لئے بین الاقوامی اور میں مقابلہ پر آنا ناممکن ہوگا۔

یہ لوگ ہر روز ایک نیا دستور بناتے ہیں اور پھر دوسرے ہی روز اس کی خامیوں اور مضرات کا شمار شروع کر دیتے ہیں کاش کہ جنرل دوگول اور فرانسیسی قوم اس حقیقی تمام نقائص سے پاک۔ الٰہی نظام حکومت کو تمام انسانی افتراعات پر مقدم قرار دیں جلد از جلد اسلام میں داخل ہوکر اپنے دین اور دنیا کی فلاح کے لئے اسلامی نظام حکومت کو اس ملک میں قائم کرنے والے ہوں۔

جہاں جنرل دوگول کے خیال کے مطابق صدر جمہوریہ کی بجائے خلیفۂ وقت کو آخری اختیارات حاصل ہیں۔ وہاں مجلس شوریٰ کو بھی اظہارِ رائے کا پورا حق حاصل ہے۔ خدا کرے وہ دن جلد آئے۔ جبکہ فرانس جمہوریہ ثالثہ یا رابعہ کی بجائے جمہوریہ اسلامیہ اس ملک میں قائم ہو۔ جس کا آئین صحیح اسلامی آئین ہو۔ جبکہ صدر جمہوریہ خلیفۂ وقت کا نمائندہ ہو۔ خدا کرے، جلد یہ دن ہمارے آقا سیدنا حضرت مصلح الموعود ایدہ الودود کے عہد خلافت میں آئے۔ اور دنیا میں اسلام کا ظاہری غلبہ اور شوکت بھی قائم ہو۔ آمین۔

ہمارے قادر مطلق خدا کی قدرت و طاقت سے یہ بعید نہیں۔ انشاء اللہ

1038

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمارا آٹھواں سالانہ اجتماع

۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - اخاء ۲۵ ہش

پس اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو۔ اور عمل کرو۔ کیونکہ باتیں کرنے کا اب وقت نہیں۔ اپنی تنظیم کو مضبوط بناؤ۔ دین کیلئے قربانی کرو۔ بنی نوع انسان کی خدمت کرو۔

(ارشاد حضرت امیر المومنین دہلی کے خدام سے خطاب)

ہر احمدی عہد کرتا ہے۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔ اور مقدم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وقت کا اکثر حصہ دین کیلئے صرف کرے۔ تھوڑا دوسرے کاموں کیلئے اگر تم ایسا کرتے ہو تو واقع میں خادم احمدیت ہو (الفضل)

تمام خدام جانتے ہوں گے۔ کہ ہمارا سالانہ اجتماع ۱۸-۱۹-۲۰- اکتوبر کو ہو رہا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ خدام اس میں بہت کثرت سے حصہ لیں گے۔ پوری کوشش اور نیک ارادوں کے ساتھ شامل ہوں گے۔ ہم خادم احمدیت ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ثابت کر دکھائیں۔ کہ ہم درحقیقت اس نام کے مستحق ہیں۔ اور کہ ہم جب اپنے کو خادم احمدیت کہتے ہیں۔ تو یہ صرف منہ کے الفاظ نہیں ہوتے۔ بلکہ ہم اس کو اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ ہم واقعی خادم ہیں ہمارا اجتماع اس بات کا کہ ہم واقعی خادم احمدیت ہیں۔ ایک چھوٹا سا عملی مظاہرہ ہے پس ہمیں جو خادم احمدیت کہلاتے ہیں اس موقعہ پر زیادہ سے زیادہ شریک ہو کر اپنے اوقات صرف کر کے اپنے عہد کا کہ میں قومی اور ملی مفاد کی خاطر اپنی جان مال اور عزت کو قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہونگا، عملی ثبوت دینا چاہیئے۔ یہ وقت سونے کا نہیں عمل کا ہے باتیں کرنے کا نہیں کام کا ہے۔ سوچنے کا نہیں دوڑنے کا ہے باتوں کا زمانہ چلا گیا۔ سوچنے کا وقت گذر گیا پس آیئے اور پوری تیاری کے ساتھ اپنے اجتماع میں شمولیت کیجیے

پس خدام پوری تیاری کے ساتھ شامل ہوں۔ نیک ارادوں کے ساتھ آئیں۔ اس ارادے کیساتھ آئیں۔ کہ آپ اس موقع پر زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں گے خود آئیں دوسروں کو آنے کی ترغیب دیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔ ہمیں اپنے نیک ارادوں کی تکمیل کا موقع عطا فرمائے۔ آمین

مرزا رفیع احمد معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

کلکتہ ۹ر اکتوبر۔ مسٹر سہروردی عازم دہلی ہوگئے ہیں۔ جہاں وہ مسلم لیگی لیڈروں سے غالباً بنگال میں کولیشن وزارت کے قیام کے سوال پر بحث کریں گے۔ اطلاع ملی ہے کہ مسلم لیگ اور کانگرس کے موجودہ مذاکرات کے بعد جو مفاہمت ہونے والی ہے۔ اس میں صوبائی وزارتوں کی کولیشن کا سوال بھی درپیش ہوگا۔

لنڈن ۹ر اکتوبر۔ برما میں عام انتخابات اپریل میں کئے جائیں گے۔ انتخابات کے بعد نمائندہ اسمبلی قائم کی جائے گی۔ تاکہ ملک کا آئین بنایا جاسکے۔

سرینگر ۹ر اکتوبر۔ سری پرتاپ کالج سرینگر کی دیواروں پر چند پوسٹر دیکھے گئے۔ جن میں سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کی شان میں نہایت ہی رذیلانہ قسم کی گستاخیاں کی گئی ہیں مسلم طلباء نے اس واقعہ کے خلاف ہڑتال کردی۔ اور کہا کہ جب تک اس واقعہ کی چھان بین کرکے مجرم کو قرار واقعی سزا نہیں دی جائے گی مسلمان طلباء اپنی کلاسوں میں نہیں بیٹھیں گے۔

لاہور ۹ر اکتوبر۔ سول لائنز پولیس نے ناردرن اپہ پابلیشنڈ کی کتابوں اور فائلوں پر قبضہ کر لیا تھا جن کی واپسی کے لئے مینجنگ ڈائرکٹر مسٹر جے۔ بی۔ کمار نے لاہور ہائیکورٹ میں درخواست دی تھی۔ آج مسٹر جسٹس محمد شریف نے حکم دیا ہے کہ کتابیں سائل کو واپس کی جائیں۔

نئی دہلی ۹ر اکتوبر۔ ۱۳ر اکتوبر کو حاجیوں کا پہلا ہوائی جہاز کراچی سے عازم جدہ ہوگا۔ وہ ۱۵ر اکتوبر کی شام کو جدہ پہنچے گا۔

کلکتہ ۹ر اکتوبر۔ کلکتہ کے جن اخبارون نے فرقہ وارانہ خبروں کی اشاعت کرکے امتناعی حکم کے خلاف اپنی اشاعت ملتوی کردی تھی۔ آج نکل آئے ہیں۔

لنڈن ۹ر اکتوبر۔ لنڈن کے سب سے پرتکلف ہوٹل سیووائے کے چار سو ملازموں نے ہڑتال کردی ہے

نئی دہلی ۹ر اکتوبر۔ عبوری حکومت کے ڈیفنس منسٹر سردار بلدیو سنگھ نے دہلی سے ہندوستان کی مسلح فوجوں کے نام ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے کہا۔ کہ میدان جنگ میں ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں نے مل کر خون گرایا ہے۔ اور شدید خطرے کے وقت وہ ایک دوسرے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑے رہے ہیں۔ یہ سپرٹ ہے جس نے

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

آپ کو اتحاد کا علمبردار بنا دیا ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اس اتحاد کو قائم رکھیں۔ فوج کو ہندوستانی بنانے کا کام تیزی کے ساتھ شروع کر دیا جائیگا۔ جہانتک میرا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہندوستان کی خدمت کے معاملہ میں فرقہ وارانہ اور تنگ دلانہ باتوں کو درمیان میں نہیں آنے دوں گا۔

دہلی ۱۰ر اکتوبر۔ آج صبح نواب صاحب بھوپال گاندھی جی سے ملے۔ پھر انہوں نے مسٹر جناح سے ملاقات کی۔ اس کے بعد بھنگی بستی میں گاندھی جی سے ملنے کے لئے گئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ ہندو مسلم سمجھوتہ کے متعلق کل کوئی اعلان ہوگا۔ تو انہوں نے فرمایا اس وقت چونکہ اہم معاملات پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اس لئے خیال ہے کہ اعلان ہونے میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔

دہلی ۹ر اکتوبر۔ ہندوستان کے ٹیلیفونی سلسلوں کی تعداد

نئی دہلی ۹ر اکتوبر۔ باخبر اصحاب کہہ رہے ہیں۔ کہ کانگرس اور مسلم لیگ کے سمجھوتے کا امکان قوی تر ہے۔ اور کوئی نہ کوئی متفقہ اعلان جلد سے جلد ہو جائیگا اعلان کا مسودہ تیار ہوچکا ہے۔ مگر مسلسل مباحثہ کی وجہ سے اس میں تبدیلیاں ہو رہی ہیں

یروشلم ۹ر اکتوبر۔ کل رات تباہ کاری کی جدید وارداتیں ہوئی تھیں جن میں انگریز فوجیوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ اس کے بعد دونوں رات فلسطین کی طول و عرض میں پولیس کو حکم دے دیا گیا۔ کہ ہر ایک جوان تیار ہوکر حکم کا منتظر رہے۔ یہاں پولیس کے ہیڈکوارٹر سے اس مضمون کا انتباہ براڈکاسٹ کیا گیا کہ تباہ کار دیہاتی اور مضافاتی علاقوں میں سڑکوں پر بارودی سرنگیں بچھا رہے ہیں۔ اس انتباہ میں تمام موٹر سواروں اور پیدل چلنے والوں سے کہہ دیا گیا۔ کہ وہ انتہائی احتیاط سے کام لیں

پٹنہ ۹ر اکتوبر۔ فسادات کی تحقیق اور مصیبت زدہ لوگوں کو امداد بہم پہنچانے کے لئے ہندوستانی قومی فوج کی جو کمیٹی بہار میں مصروف کار ہے۔ اس کے جنرل سیکرٹری کرنیل محبوب احمد نے مندرجہ ذیل بیان جاری کیا ہے میں نبی باد کے فساد زدہ علاقہ کے دورہ سے فارغ ہو کر ابھی ابھی واپس آیا ہوں۔ اور یہ شہادت دے سکتا ہوں۔ کہ اگر انسان بربریت پر اتر آئے۔ تو وہ کس قدر وحشی ہو سکتا ہے۔ لوگوں نے ہر اس شخص کو جو ان کے سامنے آیا۔ لوٹنے مارنے اور انتہائی وحشت کے ساتھ ذبح کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی بچوں اور عورتوں کے ساتھ بھی اس قسم کا سلوک روا رکھا گیا۔ مذہبی مقامات کا بھی کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ اور وہاں آدمیوں کو ذبح کرنے کا مشغلہ برابر ہوتا رہا۔

بنارس ۱۰ر اکتوبر۔ ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی نے ضلع بنارس کی تحصیل ہنڈولی کے قریب موضع ڈیہی میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں فساد ہوگیا۔ اس جلسہ میں متعدد